قاضی مظہر چک والی اور سبائی ٹولہ (۲)

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین گزشتہ ماہ انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون "قاضی مظہر حسین چکوالی اور سبائی ٹولہ" کے عنوان سے ان کے مضمون کی پہلی قسط گزشتہ ماہ شائع ہوئی اور آئندہ تقریباً دو اقساط میں یہ مضمون مکمل ہو جائیگا۔ قاضی مظہر حسین چک والی اور سبائی ٹولے کے احتساب پر مشتمل ان کا سب سے پہلا مضمون ماہنامہ نقیب ختم نبوت جون 1990ء میں شائع ہوا اور پھر یہ سلسلہ تا ایں دم جاری ہے جبکہ قاضی چک والی صاحب بھی اپنے ماہنامے میں تسلسل کے ساتھ جوابا لکھ رہے ہیں یہ علمی معرکہ حضرت قاضی محمد شمس الدین رحمہ اللہ اور قاضی چک والی کے مابین جاری تھا حضرت قاضی شمس الدین رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ہم یہی مناسب سمجھتے ہیں کہ ان کا مضمون جو ہمارے پاس امانت ہے من وعن شائع کر دیا جائے۔ اور اس باب کو یہیں بند کر دیا جائے وہ زندہ رہتے تو بات بڑھاتے مگر ان کے مضمون میں اضافہ کا ہمیں کوئی حق نہیں ہے۔ اس وضاحت سے چک والی فتنہ کے بزرجمہر اور ان کے اعوان و انصار اس غلط فہمی کا شکار نہ ہوں کہ ان کا تعاقب چھوڑ دیا گیا ہے۔ ہم صحابہ کرام پر تنقید کرنے والوں کا محاسبہ و تعاقب جاری رکھیں گے۔ قارئین آگاہ رہیں کہ اس بحث سے متعلق حضرت قاضی محمد شمس الدین رحمہ اللہ کے تمام مضامین یکجا شائع کئے جا رہے ہیں اور اس موضوع پر پانچ سو صفحات پر مشتمل ایک تہلکہ خیز کتاب "سبائی فتنہ" بھی عنقریب شائع ہو رہی ہے ان شاء اللہ (ادارہ)

چونکہ سبائی تو اس خلافِ واقعہ جعلی روایت کے خود موجد تھے ان کو مان لینا ان کے لئے تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ مگر مشہور کہاوت ہے ؎ نقل را چہ عقل ——— کے مطابق سُن مُن سُنی بھی اس سوفیصد ڈھکوسلے کو سچ سمجھ بیٹھے اور ڈوڈلال جھبکہ قسم کے بریلوی علاّموں نے بھی گپ صحیح تسلیم کر لی اور علامہ ارشد قادری صاحب بریلوی اور علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب بریلوی صاحبان نے اپنی کتاب "کربلا کا مسافر" ص ۹۸ پر یہی گپ نقل فرما دی اور نہ صرف نقل فرمائی بلکہ بالمقابل غلط شجرۂ نسب بھی چھاپ دیا یعنی ہاشم بن عبد مناف اور امیہ بن عبد مناف جبکہ اُمیہ بن عبشم تو عبد مناف کا پوتا ہوتا ہے۔ ہم نے یہاں صحیح شجرۂ نسب اور اس کے بالمقابل غلط شجرۂ نسب بھی چھاپ دیا۔ یعنی ھاشم بن عبد مناف اور امیہ بن عبد مناف جبکہ امیہ بن عبشم تو عبد مناف کا پوتا ہوتا ہے ہم یہاں صحیح شجرۂ نسب اور اس کے بالمقابل ڈوڈ بریلوی علماء کا شائع کردہ غلط شجرہ نسب لکھتے ہیں تاکہ ناظرین دونوں شجروں کو آمنے سامنے بالمقابل دیکھیں اور ڈوڈ بریلوی علاّموں کی "قابلیت" کی داد دیں۔

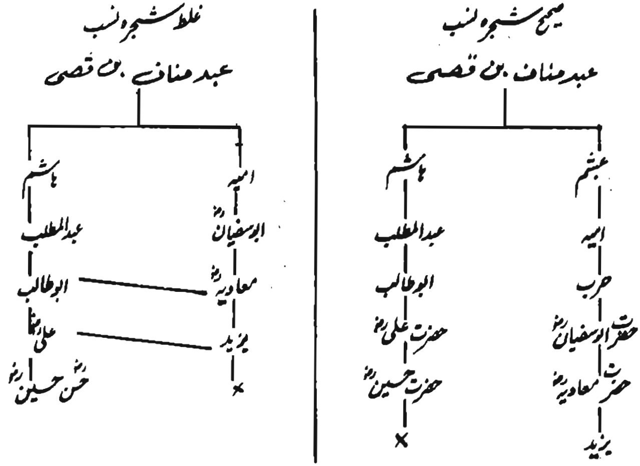

ناظرین اندازہ فرما کر لطف اٹھائیں کہ ڈو بریلوی لال بجھکڑ بدھوس مُن "ملاّموں" نے شجرہ میں عبشمس بن عبدمناف والا امیہ بن عبشمس کو بھی چھوڑ دیا اور حرب بن امیہ والا ابوسفیان کو بھی چھوڑ دیا اس طرح ابوطالب ہاشمی کو حضرت معاویہؓ عبشمی کے بالمقابل کر دکھایا اور حضرت علیؓ کو یزید کے بالمقابل کر دکھایا حالانکہ صحیح ترتیب نسب میں ابوطالب ہاشمی حرب بن امیہ عبشمی کے سامنے آتے ہیں۔ اور یزید عبشمی حضرت زین العابدین ہاشمی کے سامنے آتے ہیں اس طرح یزید بھتیجا اور حضرت حسینؓ چچا بنتے ہیں اور حضرت معاویہؓ بھتیجے اور حضرت علیؓ چچا بنتے ہیں لیکن ڈو علاموں لال بجھکڑوں نے حضرت معاویہؓ کو حضرت علیؓ کا چچا اور یزید کو حضرت حسینؓ کا چچا ثابت کر دکھایا سچ کہا کسی نے کہ جہالت بھی عجیب "کرامت" ہے۔ لیکن ناظرین! یہ ڈو علاّموں کی بات نہیں بلکہ ہم سب سُنی ایسے ہی سُن مُن ہوتے ہیں۔ اللہ ہم سب پر رحم فرمائے ــــ (آمین)

قصہ قاضی چکوالی جی کا: پچھلے صفحات میں فقیر نے تفصیل سے اپنے حالات میں لکھا ہے کہ فقیر کو انگریزوں سبائیوں اور مرزائیوں سے سخت نفرت تھی (اور ہے) انگریزوں سے مخالفت کے لئے مخالف انگریز جماعتوں "جمعیۃ العلماء" اور "مجلس احرار" سے والہانہ تعلق رہا اور سبائیوں سے نفرت کی وجہ سے مولانا کرم دین دبیر صاحب مرحوم کی کتاب "آفتاب ہدایت"

جو اپنے مبحث میں ایک جامع کتاب ہے ۔ پڑھی ..... بعد میں جناب قاضی صاحب کے کتابچے "سُنی مذہب حق ہے" اور "ہم ماتم کیوں نہیں کرتے ؟ پڑھے پھر کتاب "بشارت الدارین" طبع اوّل پڑھی اس وقت یہ دو کتابیں فتنۂ سبائیت کے رَد میں اچھی کتابیں تھیں ، گو بشارت الدارین میں بعض باتیں بحث طلب بھی تھیں ۔ اس بنا پر جناب قاضی چکوالی اور ان کے والد مولانا دبیر مرحوم سے والہانہ محبت پیدا ہو گئی ۔ اور انکی دل کھول کر تعریف و امداد کی ، اس کا تفصیلی تذکرہ خود قاضی چکوالی صاحب نے اپنے رسالے "حق چار یار رض" بابت ماہ جون جولائی ۱۹۹۰ء میں کر دیا ہے جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی اور دونوں فرقوں کی اصل کتابوں اور انکی تردید کے لئے کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا ۱۹۷۴ء میں بھٹو کے دَور میں جب قومی اسمبلی میں مرزائیوں کے خلاف کیس پیش ہوا اس میں شرط یہ تھی کہ ہر بات کے لئے اصل کتاب سٹریکچی بختیار کو پیش کی جائے چنانچہ اس اہم موقعہ پر اللہ کے فضل سے فقیر نے تقریباً تمام مرزائی تصنیفات کی اصل کتابیں قومی اسمبلی میں پہنچائیں ۔

ایک انتہائی نایاب کتاب "کلمۂ فضلِ رحمانی" جو مرزا غلام قادیانی کی زندگی میں ۱۸۹۶ء میں چھپی تھی ۔ پاکستان بھر میں بالکل نایاب تھی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے روزنامہ جنگ میں اور دوسرے رسالوں میں اس کتاب کے لئے اشتہار چھپوائے لیکن ان کو پورے پاکستان سے ایک ادھورا نسخہ ملا جس سے کام نہ چل سکا ۔ فقیر نے ملتان اطلاع بھجوائی اور شرط یہ لگا دی کہ مجلس کا مبلغ خود درویش آیا تو فقیر وہ کتاب چھپوانے کے لئے اسکے حوالے کر دے گا چنانچہ ملتان سے ایک مبلغ غریب خانہ پر درویش گاؤں گئے اور رسید دے کر وہ کتاب ملتان لے گئے پھر فوٹو آفسٹ سے وہ کتاب بالکل اسی شکل میں دوبارہ چھپی اور فقیر کو دو نسخے مطبوعہ بھی مجلس نے بھیجے تو فقیر نے پھر لکھا کہ فقیر نے اصل کتاب مجلس تحفظِ ختم نبوت ملتان کے کتب خانہ کے لئے وقف کر دی ہے ۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۸۹۶ء میں چھپی تھی اس طرح تقریباً ایک سو سال کے بعد وہ صحیح اور سالم نایاب نسخہ ملتان پہنچا ۔ پہنچا جو نوادرات میں سے ہے مجلس کے مبلغ ملتان سے کتابیں دیکھنے کے لئے غریب خانہ پر درویش تشریف لائے کتابیں دیکھیں تو بے حد خوش بھی ہوئے اور حیران بھی کہ اتنے دُور افتادہ گاؤں اور پس ماندہ علاقہ میں اتنا ذخیرہ آپ نے جمع کر رکھا ہے ۔ بعض ایسی کتابیں جو

جوان کے ہاں بھی نہ تھیں اور فقیر کے ہاں دو نسخے تھے فقیر نے ان میں سے نسبتاً بہتر ایک ایک نسخہ مجلس کے کتب خانہ کے لئے پیش کر دیا۔ ایک کتاب ایسی بھی تھی جو مدارس میں بہت پہلے چھپی تھی وہ بھی ان کے ہاں نہ تھی۔ مبلغ موصوف نے اس کو حسرت اور رغبت سے دیکھا تو فقیر سمجھ گیا اور

عرض کیا کہ یہ کتاب بھی آپ ملتان لے جائیں۔ اصل کتاب تو آپ مرکزی کتب خانہ کے لئے رکھ لیں اور اسکی عکسی نقل کرا کے جلد فقیر کو واپس بھیج دیں۔ اس پر بھی وہ بہت خوش ہوئے اور کتاب ملتان لے گئے پھر عکسی کتاب مجلّد بھجوا دی —— یہی حال سبائی کتب کا ہے اللہ تعالیٰ نے سبائیوں کی امہات الکتب تک فقیر کو رسائی بخشی جس کے لئے فقیر اللہ کا بے حد شکر گزار ہے۔ فللہ الحمد و الشکر و المنۃ کتابوں کے سلسلے میں یہ تھوڑی سی تفصیل تحریناً للقمتہ لکھی ہے۔

بحمد اللہ ایا یا سمعۃ مقصود نہیں وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء فللہ الحمد و الشکر و الثناء المحسن ——

قاضی مظہر صاحب کے ساتھ نزاع کی حقیقت: جب اسلام کی بدقسمتی سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان تنازعات پیدا ہوئے تو صحابہؓ کے تین گروہ ہو گئے ایک گروہ مکمل غیر جانبدار ہو گیا اسکے سربراہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت سعیدؓ بن زید اور دوسرے بے شمار اکابر صحابہؓ تھے۔ دوسرے گروہ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت طلحہؓ تھے پہلے گروہ کے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص تھے اور سعید بن زید عشرہ مبشرہ سے تھے اور دوسرے گروہ کے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی عشرہ مبشرہ میں سے تھے تیسرا گروہ امیر المومنین خلیفہ راشد چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کا تھا اس گروہ کے سربراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے تھے عشرہ مبشرہ کے باقی پانچ صحابہؓ ان جھگڑوں سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے یعنی خلفائے ثلاثہ اور حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم اسی طرح دوسرا گروہ اپنے آپ کو صحیح حق پر سمجھتا تھا۔ اور تیسرے گروہ کو مخطی اور باغی سمجھتا تھا اور تیسرا گروہ دوسرے گروہ کو مخطی اور باغی سمجھتا تھا اور اپنے آپ کو صحیح حق پر سمجھتا تھا۔ اور پہلا غیر جانبدار گروہ دونوں گروہوں کے معاملے میں توقف کا قائل تھا اور دونوں کے متعلق خاموش تھا۔ بلکہ اپنی خلافت کے آخری دور میں خلیفہ راشد چہارم امیر المومنین

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے جب مشاجرات کے نقصان وہ ہولناک نتائج اور المناک عواقب آگئے تو خود امیر المؤمنین حضرت علیؓ غیر جانبدار صحابہؓ کے گروہ اور حضرت امیر معاویہؓ کے کردار کو صحیح سمجھنے لگے تھے۔ امام ابن تیمیہؒ نے حضرت علیؓ کی زبانی ان کے آخری دور کے نظریات نظم و نثر دونوں میں آٹھ سطروں میں مفصل بیان فرمائے ہیں جنکی تائید ابن کثیرؒ نے بھی کی ہے۔ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں (عربی عبارت منہاج السنہ ص۱۸۱ پر دیکھیں) ۔ اور حضرت علیؓ بن ابی طالب اپنے اُن بہت سے کاموں پر جو آپ سے سرزد ہوگئے تھے نادم اور پشیمان ہوگئے تھے (یعنی جمل اور صفین) کا قتل و قتال اور فرمایا کرتے تھے آگے منظوم شعر بلیغ لکھتا ہے :۔

لَقَدْ عَجِزْتُ عَجْزَةً لَا اَعْتَذِرُ
سَوْفَ اَكِيْسُ بَعْدَهَا وَ اَسْتَمِرُّ

میں ایسا عاجز اور بےبس ہوگیا تھا کہ میرے پاس اپنی اس بےبسی کے لئے کوئی عذر نہیں ہے۔ اور آئندہ میں بہت ہوشیاری سے چوکنّا ہو کر رہوں گا اور متفرق اور منتشر آراء کو جمع کرکے رکھوں

وَاَجْمَعُ الرَّأْيَ الشَّتِيْتَ الْمُنْتَشِرْ

گا (یعنی ایک رائے پر مضبوط رہونگا) اور صفین کے زمانے میں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد بن مالک (ابی وقاص) اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے (غیر جانبداری والا) کیا اچھا مؤقف اختیار کروایا تھا جس پر وہ ثابت قدم رہے تھے ان کا یہ مؤقف اگر اچھا ہے تو اس مؤقف کا اجر بہت ہی بڑا ہے۔ اور اگر یہ مؤقف غلط ہے (یعنی گناہ ہے) توبھی اسکی بُرائی بہت ہی ہلکی ہے۔ اور پھر آپ حضرت حسنؓ کو مخاطب کرکے کہا کرتے تھے کہ یا حسنؓ! یا حسنؓ تیرے باپ کو یہ گمان نہ تھا کہ خون خرابے کا معاملہ اس حد تک بڑھ جائے گا اور اب تو تیرا باپ یہ آرزو کرتا ہے کہ کاش تیرا باپ یہ سب کچھ پیش آنے سے بیس سال پہلے مرچکا ہوتا اور پھر آپ جب صفین سے واپس آئے تو آپ کا اندازِ کلام بالکل ہی بدل چکا تھا اور آپ کہا کرتے تھے کہ (لوگو) تم معاویہؓ کی حکومت ناپسند نہ کرو کیونکہ اگر تم حضرت معاویہؓ کو بھی گم کر بیٹھے تو تم دیکھو گے کہ سر اپنے کندھوں سے کس طرح اُڑتے پھرتے ہیں۔ اور یہ روایت حضرت علیؓ سے دو یا تین سندوں سے روایت ہے اور تواتر کے ساتھ ایسی روایات موجود ہیں کہ پیش آمدہ حالات و واقعات کو آپ ناپسند کرنے لگے تھے کیونکہ آپ دیکھ رہے تھے

کہ لوگوں میں سخت اختلاف پیدا ہوگیا ہے اور لوگ فرقوں میں بٹ گئے ہیں اور برائیاں بڑھ گئی ہیں اور شر کی بے حد کثرت ہو گئی ہے۔ اور اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر حضرت علیؓ کو پہلے سے ان حالات کا علم اور اندازہ ہو جاتا۔ جو بعد میں فتنوں کی شکل میں سامنے آئے تو جو کچھ وہ کر چکے تھے ہرگز نہ کرتے۔ (منہاج السنت طبع اول مصر ص۲۱۴)

امام ابنِ کثیر کی تائید:

اور امام ابن کثیر نے بھی امیرالمؤمنین حضرت علیؓ کی ندامت کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

ثُمَّ قَالَ اِلَى اللّٰهِ اَشْكُوْ عُجَرِيْ وَبُجَرِيْ وَدِدْتُ اِنِّيْ كُنْتُ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا الْيَوْمِ بِعِشْرِيْنَ سَنَةً۔ ص۱۴۱

میں اللہ تعالیٰ سے ہی اپنی پریشانیوں کی فریاد کرتا ہوں۔ اور اللہ کی قسم اب تو میں یہ آرزو کرتا ہوں کہ کاش آج کا دن آنے سے بیس برس قبل میں مر چکا ہوتا۔

ابن کثیر ص۲۳ اور ص۲۲ اور امام ابن کثیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت علیؓ جب صفین کی جنگ سے واپس آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! تم حضرت معاویہؓ کی حکومت کو ناپسند نہ کرو کیونکہ اگر تم معاویہؓ کو گم کر بیٹھے تو تم دیکھو گے کہ سر اپنے کندھوں سے اس طرح گرتے ہیں جس طرح اندرائین اپنے درخت سے ٹوٹ کر گرتے ہیں یعنی بہت خون خرابے ہوں گے چنانچہ آگے چل کر ایسے ہی ہوا۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ کی وفات رجب ۶۰ھ میں ہوئی اس کے بعد حادثہ کربلا اور حادثہ حرہ اور شہادت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور دوسرے بہت سے مقاتلے پیش آئے۔

غیر جانبدار اصحاب

اور غیر جانبدار اصحاب کے موقف کی تائید میں امام ابن حزم نے لکھا ہے کہ پہلے گروہ حضرت سعدؓ اور حضرت سعیدؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ جمہور صحابہؓ اور جمہور اہل سنت تھے۔ الفصل فی الملل والنحل ص۱۵۳ ج ۴) اور امام ابن تیمیہؒ نے منہاج السنہ ص۱۶ ج ۳ پر امام بخاری کے استاد امام اسحٰق بن راھویہ کی یہ روایت پوری سند سے نقل کی ہے کہ حضرت علیؓ نے عراقیوں کو فرمایا کہ تم شامیوں کو برا مت کہو۔ کیونکہ شامی سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان کے خلاف بغاوت کی ہے یعنی دونوں گروہ ایک دوسرے کو باغی سمجھتے ہیں۔ یہی روایت امام ذہبی نے المنتقیٰ میں اسی سند سے ان ہی الفاظ میں نقل کی ہے۔

اور امام ابن عساکر نے بھی ان ہی راویوں سے ان ہی الفاظ میں نقل کی ہے۔ اور تہذیب تاریخ ابن عساکر میں بھی یہی

روایت ہو بہو ان ہی راویوں سے منقول ہے۔ "نقیب ختم نبوت" بابت ماہ جون ۱۹۹۰ء صفحہ ۱۱ پر مفصل مذکور ہے ناظرین لطفاً وہاں دیکھ لیں اور وہاں بھی مشہور سبائی مؤرخ ابوجعفر حمیدی تیسری صدی کے مؤرخ نے اپنی مشہور کتاب قرب الاسناد، طبع طہران صفحہ ۴۹ پر یہی بات لکھی ہے کہ دونوں فریق اپنے آپ کو حق پر اور دوسرے فریق کو باغی سمجھتے ہیں۔ یہ حوالے ہم نے مولانا محمد نافع صاحب کی کتاب رحماء بینہم صفحہ ۱۶۳ ج ۴ سے ان کے شکریے کے ساتھ نقل کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ!

قاضی صاحب کے والد کا فیصلہ

اسی طرح قاضی صاحب کے والد مولانا دبیر نے بھی "آفتاب ہدایت" میں صفحہ ۲۶۵ تا صفحہ ۲۷۵ پر لکھا ہے کہ دونوں فریق کی اجتہادی خطا تھی الخ۔ اس پر قاضی صاحب نے حق چار یارؓ میں ———— بڑا واویلا مچایا ہے کہ یہ حوالہ جنگ جمل کے متعلق تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علیؓ کے درمیان تھا۔ مگر قاضی مدرویش نے اس کو جمل اور صفین اور حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان بھی بنالیا۔

جواب ۱

ناظرین با تمکین! خدارا فقیر کا مضمون پھر ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہ اور زبیر اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم متفقہ طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قصاص دلوانے کا مطالبہ ہی تو کرتے تھے۔ چلو حضرت معاویہؓ کو نکال دیجئے پھر دونوں فریقوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت طلحہؓ حضرت زبیر اور ان کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خطا اجتہادی تو صاف واضح ہے۔ اور قاضی چکوالی اور دبیر صاحب کی مصدقہ ہے۔ اب قاضی صاحب چکوالی اپنے والد کے فرمان کے مطابق کیا حضرت علیؓ کی خطا اجتہادی ماننے پر تیار ہیں؟ (لایعنی پیچ پیچ نہ کریں صحیح صاف اور واضح جواب دیں۔)

جواب ۲

یہی حال مولانا عبدالشکورؒ کے مضمون مندرجہ "النجم" کا ہے اس میں قاضی چکوالی نے یہ پیچ نکالی ہے کہ یہ مضمون دبیر صاحب کا اپنا نہیں بلکہ مولانا لکھنوی کے "النجم" سے نقل کیا ہے۔ اب قاضی صاحب بتائیں کہ یہ مضمون مندرجہ آفتاب ہدایت دبیر صاحب نے اپنی تائید کے لئے نقل کیا ہے یا تردید کے لئے۔ اگر تائید کے لئے ہے، اور یقیناً تائید کے لئے ہی ہے تو پھر اس میں کیا فرق پڑتا ہے کہ مضمون النجم کا ہے اور دبیر صاحب کا نہیں۔ سب ناظرین کے سامنے تو مولانا دبیر کی آفتاب ہدایت ہے اور اس میں دبیر صاحب نے اپنی تائید میں یہ مضمون النجم لکھنؤ سے درج کتاب کیا ہے تو اب یہ تو وہی گندی سی کہاوت ہوئی کہ "گوہ نہیں بلی نے ہنگا ہے"۔ قاضی صاحب کس "چھو منتر" سے ناظرین کی آنکھوں میں خاک ڈال رہے ہیں اور ساتھ ہی فقیر کو ظاہری اور باطنی دونوں آنکھوں کا اندھا بھی قرار دے رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰۳ اور ہم فقیروں کا تماشہ

دیکھنے کے شوق میں از سر تا پا خود تماشا بن کر رہ گئے۔ بقول شاعر ع

تماشا خود نہ بن جانا تماشا دیکھنے والے

اب ہم اللہ تعالیٰ کی تائید سے چکوالی صاحب کے مضمون کو حسب وعدہ ابتدا سے لیتے ہیں۔

علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب کی بات

چکوالی صاحب نے اپنے رسالہ کے صلا پر حضرت علامہ مفتی کفایت اللہؒ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ انہوں نے (یعنی حضرت معاویہؓ) نے یزید کے لئے بیعت لینے میں غلطی کی۔ الخ

جواب

چکوالی صاحب نے اسی صلا کی پشت صلا پر حضرت گنگوہی کا یہ اصولی فرمان نقل کیا ہے کہ "پس جواز لعن یا عدم لعن کا مدار تاریخ پر ہے"

تو اسی طرح یزید کے لئے بیعت لینے کی غلطی کرنے یا نہ کرنے کا مدار بھی تاریخ پر ہے اور چکوالی صاحب کے استاد اور مرشد حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاریخ سے ہی اسی مسئلہ کو بڑی تحقیق سے مکتوبات شیخ الاسلام صلا ج۱ پر بڑی تفصیل سے لکھا ہے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں "ایک وہ شخص (یعنی حضرت معاویہؓ) جو کہ فقیہ الاسلام ہے حسب دعوات مستجابہ ہادی اور مہدی ہے "وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ" وغیرہ احادیث اور آیات کا مورد ہے۔ کیا وہ کسی مجاہر بالفسق والعصیان کو عالم اسلامی کی رقاب (یعنی گردنوں) اور اموال وغیرہ کا ذمہ دار کر سکتا ہے؟"

اب فقیر عرض کرتا ہے کہ جب اس عظیم رتبہ کے مالک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو عالم اسلامی کے مسلمانوں کی گردنوں اور مال و دولت کا ذمہ دار بنا دیا تو صاف معلوم ہو گیا کہ حسب ارشاد حضرت مدنیؒ حضرت معاویہؓ کی نگاہ میں یزید مجاہر بالفسق والعصیان تھا ہی نہیں ورنہ حضرت معاویہؓ یزید کو کبھی بھی ہرگز ہرگز مسلمانوں کی گردنوں اور مال و دولت کا ذمہ دار ہرگز نہ بناتے، اور اسی عبارت میں خود حضرت مدنی رحہ نے یزید کے متعلق یوں صفائی بھی لکھ دی ہے کہ:

"خود یزید کے متعلق بھی تاریخی روایات مبالغہ اور آپس کے تخالف سے خالی نہیں ہیں واللہ اعلم بالسرائر"

مکتوب مذکور بالا اور ان تاریخی روایات کے اس مبالغہ اور تخالف کے پوشیدہ اسرار کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور حضرت مدنی کی یہ پوری عبارت خود چکوالی صاحب نے اپنی کتاب "خارجی فتنہ" جلد اول صلا تا صلا پر بالکل ایسے ہی نقل کی ہے اور ہم نے بھی اسی کتاب سے لی ہے اور اس سے پہلے حضرت مدنی کی عبارت صلا کتاب ھذا پر منقول ہے اور قابل دید ہے۔ تو اب چکوالی صاحب بتائیں کہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے چکوالی صاحب کے پلے میں کیا چھوڑا ہے۔ اور کیا چکوالی صاحب اپنے استاد اور مرشد کی بات کو غلط کہتے ہیں یا کہہ سکتے ہیں۔

فقیر کا المیہ

اس مضمون کی ابتدا میں چکوالی صاحب نے لکھا ہے کہ قاضی شمس الدین صاحب کا المیہ یہ ہے کہ نہ وہ اپنے استادِ حدیث مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کے متبع ہیں اور نہ اپنے پہلے شیخ حضرت مولانا گولڑوی (مہر علی) شاہ صاحبؒ کی تحقیق کو مانتے ہیں۔ اھ باختصار

معزز ناظرین نے فقیر کے استاذ حضرت مفتی صاحب دہلوی کے متعلق تو فقیر کا جواب پڑھ لیا ہے شیخ حضرت گولڑویؒ کی زندگی میں فقیر کی حضورؒ کی خدمت میں سات سال تک آمد و رفت رہی ہے اور بہت سی مجلسوں میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ لیکن صحیح بات یہی ہے جو مولانا حسین احمد قریشی نے لکھی ہے آپ لکھتے ہیں اور کیا خوب لکھتے ہیں :

"تاریخی حقائق اور شواہد کا میدان دوسرا ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک بزرگ معارف الٰہیہ میں امام کامل ہو تو ان کی نگاہ قرن اوّل کے تاریخی واقعات پر بھی اتنی ہی وسیع اور عمیق ہو۔ خود حضرت گولڑویؒ فنون عقلیہ کے بحرِ زخار تھے اور علوم نقلیہ کے سحاب مدرار تھے اور معارف اور اسرار کے امام تھے۔ لیکن جب حضرت تاریخ کی طرف آئے تو سیدنا حضرت حسن مجتبیٰ کی تدفین کے سلسلے میں تحریر فرما دیا کہ اس وقت مروان خلیفہ تھا اس نے بزورِ شمشیر حضرت حسنؓ کو روضہ انور میں دفن نہ ہونے دیا (بحوالہ ملفوظات مہریہ اُردو ص۱۲۸) حالانکہ اس وقت نہ حضرت مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے، نہ گورنر مدینہ منورہ۔ خلیفہ تو خود حضرت امیر معاویہ تھے اور گورنر مدینہ منورہ حضرت سعید بن عاص عبشمی اموی تھے جنہوں نے حسب اعتراف حضور گولڑویؒ حضرت حسن کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ تو یہ سب سبائی خرافات ہیں جو سنیوں کی کتابوں میں داخل ہو گئی ہیں اور لطف یہ ہے کہ خود حضور گولڑویؒ کو یہ بھی یاد نہ رہا کہ خود سابقاً اپنی کتاب "شمس الہدایت" میں لکھا ہے کہ خود ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونے کی آرزو کا اظہار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں تو صرف میری (صلی اللہ علیہ وسلم) ابو بکر صدیقؓ، عمرؓ اور عیسیٰ بن مریم کی جگہ ہے۔ تین قبریں بن چکی ہیں، چوتھی قبر آخر زمان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بنے گی۔" بحوالہ رسالہ سید نصیر الدین شاہ نصیر گیلانی اور سادات بنو امیہ۔ طبع مکتبہ ربانیہ مرکزی جامع مسجد موضع بھوئی گاڑ براستہ فار دقیہ ضلع راولپنڈی (شمس الہدایت طبع مصطفائی لاہور ۱۸۹۷ء ص۱۲۸) چکوالی صاحب نے فقیر کے استاد اور مرشد اوّل کے متعلق جس المیہ کا ذکر کیا ہے اس کا جواب تو فقیر نے دے دیا ہے لیکن چکوالی صاحب کا المیہ یہ ہے کہ حضرت مدنیؒ ان کے استاد آخر بھی ہیں اور مرشدِ اوّل و آخر بھی اور حضرت مدنی نے یزید کی جو صفائی دی ہے کیا چکوالی صاحب بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں؟

اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ :

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ

تو کیا حضرت ابن عمر ، حضرت ابن عباس اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی جو صفائی دی ہے اس کو چکوالی صاحب مانتے ہیں ؟ اور اگر ہم مانیں تو کیا چکوالی صاحب ہم کو بھی اجازت دیتے ہیں یا نہ ؟

اور پھر جب بعد کے متاخرین علماء کی آراء کا ان اکابر صحابہؓ کرام کی رائے سے تعارض واقع ہو جائے تو اصولاً ترجیح کس کی رائے کو ہوگی ؟ بینوا توجروا

حضرت مجددالف ثانیؒ

بے شک حضرت مجدد الف ثانیؒ نے یزید کو فاسقوں کے زمرہ میں قرار دیا ہے اور مروجہ تاریخ کی بنا پر یہ ان کی مخلصانہ رائے مبارک ہے لیکن حضرات صحابہؓ کرام مذکورہ بالا کی رائے مبارک اور چکوالی صاحب کے استاذ آخر اور مرشد اول و آخر کی جو رائے مبارک پہلے ذکر کی جا چکی اس کے متعلق چکوالی صاحب کیا فرمائیں گے ؟ جب کہ قرن اول کے جلیل القدر صحابہؓ کرام کی رائے میں اور حضرت امام ربانیؒ کی رائے میں اختلاف ہے۔

حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ

چکوالی صاحب نے ص۶۵ پر فقیر سے مطالبہ کیا ہے کہ فقیر حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کی تحریر پیش کرے جس میں یزید کی حمایت کرنے کی تصریح ہو۔ فقیر پوچھتا ہے کہ آپ کے والد صاحب نے علماء دیوبند کی جو دل آزار تکفیر کی تھی اور جس کی آپ نے کسی تحریری ثبوت کے بغیر خارجی فتنہ حصہ اول میں بے اثر لیسیا پوتی (صرف اپنی شہادت سے) کسی تحریری ثبوت کے بغیر کی ہے جب کہ بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں کسی دو گواہ کے بغیر شرعاً مقبول نہیں تو کیا آپ بھی اپنے والد کی کوئی تحریر پیش کر سکتے ہیں۔

حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہم العالی فقیر کے مرشد اور پچاس برس کے رہبر ساتھی ہیں ہم اپنا معاملہ خود طے کر لیں گے مگر آپ بھی اپنے مرشد اول و آخر حضرت مدنیؒ کے ساتھ اپنا معاملہ طے کر دکھائیں کہ اس میں بہتوں کا بھلا ہوگا۔ فقیر کے اس مضمون کی ابتداء میں ص۲ اور آخر میں ص۳۶ پر غلط فہمی کی وجہ سے یوں چھپ گیا کہ یہ مضمون حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب کے ارشاد پر لکھا گیا ہے اس غلط فہمی کی تردید خود نقیب ختم نبوت ماہ اگست ص۶۵ پر آگئی اور خود چکوالی صاحب نے اس کی عکسی نقل اپنے ماہنامہ "حق چار یارؓ" ماہ اکتوبر میں یہ وضاحت شائع بھی کر دی لیکن چکوالی صاحب نے اضطراری غلطی سے فائدہ اٹھایا اور

چکوال اور خانقاہ سراجیہ کے اخلاق کا فرق

اپنی درازقامتی کو مزید اونچا کرنے کے لئے کسی ضرورت داعیہ کے

بغیر لکھا کہ "حضرت مولانا خان محمد دارالعلوم عزیزیہ میں مجھ سے کتابوں میں پیچھے تھے اور یہ کہ وہ رمضان میں چکوال آئے" اس ترا ترخانی کا مقصود اس کے سوا اور کیا ہے کہ میں علم میں بھی ان سے بڑا ہوں کہ حضرت صاحب خانقاہ سراجیہ سے چل کر میرے پاس رمضان میں دو سو میل کا سفر کر کے چکوال آتے ہیں جب کہ میں کبھی ان کے ہاں نہیں گیا۔ قبلہ حضرت صاحب کو یہ علم نہ تھا کہ چکوالی صاحب بالکل مرد میدان نہیں بلکہ وہ تو اکبر الہ آبادی مرحوم کے اس شعر کا صحیح مصداق ہیں۔

ع

مذکر کے لئے ہی (HE) ہے
مؤنث کے لئے شی (SHE) ہے

مگر حضرت مخنث ہیں
نہ ہیؤں میں نہ شیؤں میں

چکوالی صاحب کو صرف ایک کام ہی آتا ہے کہ حق چار یارؓ کا نعرہ لگا کر صرف اپنی چاندی کھری کی جائے۔ چکوالی صاحب نے اپنی قامت درازی کے لئے مولانا خان محمد مدظلہم کا جو تذکرہ کیا ہے وہ کچھ ایسا ہی بنتا ہے۔ "ایک شخص نے دوسرے سے وقت پوچھا! دوسرے نے گھڑی دیکھ کر کہا یہ میں نے مکہ سے خریدی تھی۔ اب دو بجے ہیں" مقصد یہ بتانا تھا کہ میں حاجی ہوں۔

افسوسناک بے لحاظی

اور چکوالی صاحب کی افسوسناک بے لحاظی بھی ملاحظہ ہو کہ ص۶۶ پر لکھتے ہیں کہ رمضان ۱۴۰۱ھ میں مولانا خان محمد صاحب چکوال میں میرے پاس آئے تھے حضرتِ اقدس چکوالی صاحب کے بھیرہ اور دیوبند کے ہم مکتب بھی تھے، اور استاد بھائی بھی تھے۔ لیکن چکوالی صاحب جب کبھی ہرنولی ضلع میانوالی اپنے جلسہ پر جاتے ہیں تو خانقاہ سراجیہ شریف سے سڑک دو میل دور سے گزرتی ہے چکوال سے ہرنولی تقریباً دو سو میل تو ہوگا ہرنولی کے لئے چکوالی صاحب دو سو میل کا سفر کر سکتے ہیں کہ وہاں جانے سے چاندی کھری ہوتی ہے لیکن حضرت صاحب کو ملنے کے لئے دو میل کا سفر نہیں کر سکتے۔ کاش! یہی سوچ لیتے کہ نصف صدی کا "بچھڑا یار ملے گا"

کتاب دفاع حضرت امیر معاویہؓ کی تائید

رسالہ "حق چار یارؓ" کے ص۶۸ پر اپنے رسالہ "دفاع حضرت معاویہ رضؓ" پر فقیر کی جو تقریظ نقل کی ہے وہ صحیح ہے لیکن وہ اس زمانہ کی ہے جب فقیر چکوالی صاحب کا گرویدہ تھا اور تردید سبائیت و رفض میں ان کو بہت بڑا مجاہد بے مثل تصور کرتا تھا ان ہی دنوں فقیر نے "دفاع حضرت

امیر معاویہؓ کے بہت سے نسخے قیمتاً منگوائے اور ذی علم حضرات میں مفت تقسیم کئے اور بہت مسرت سے ایک نسخہ امام اہل سنت حضرت علامہ سندیلوی صاحب کو تبصرہ کے لئے کراچی بھیجا چند دنوں کے بعد حضرت علامہ کا جواب آیا کہ :

معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کتاب "دفاع حضرت معاویہؓ" سرسری نگاہ سے دیکھی ہے ورنہ حضرت امیر معاویہؓ کی خطاء اجتہادی اور بغاوت صوری اور فسق یزید والا پرنالہ تو قاضی صاحب نے جہاں تھا وہیں رکھا۔ چنانچہ دونوں امور کے متعلق چند مقامات کی نشاندہی بھی فرمائی مثلاً صفحہ ۴۰، پر جس طرح غزوۂ قسطنطنیہ کی حدیث "مغفور لہم" کی توجیہات فاسدہ کرکے یزید غریب کو مغفرت اور جنت سے محروم کرنے کی مکروہ کوشش کی ہے۔ وہ چکوالی صاحب کی ایک یادگار سبائیانہ کوشش ہے۔ اس کے بعد فقیر اپنی تقریظ پر متاسف ہوا مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا، بجز افسوس اب اور کیا ہوسکتا ہے لیکن سابقہ تعلقات کی بنا پر فقیر نے دوبارہ لکھنا مناسب نہ سمجھا۔

یا اللہ مدد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،
من جاء بالحسنة فله عشر امثالها
(القرآن)

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
خیرکم من تعلم القرآن وعلمه
(الحدیث)

زیر تعمیر جامع مسجد
مدرسہ دار العلوم، حسین خیل پٹھان

مخیر حضرات مدرسہ و مسجد کی تعمیر کے اس کار خیر میں بھرپور حصہ لیں، دینی مراکز کو مضبوط کریں، تاکہ خدمت و اقامت دین کا مقدس فریضہ بہتر طور پر سرانجام دیا جاسکے!

خلافت راشدہ
خلیفہ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق
سیدنا عمر فاروق
سیدنا عثمان
سیدنا علی المرتضیٰ
سیدنا حسن مجتبیٰ
سیدنا معاویہ
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

ترسیل زر کے لئے (۱) بذریعہ بینک ڈرافٹ یا چیک اکاؤنٹ نمبر ۹۰۲۰ یو بی ایل بھکر۔ ۲۔ بذریعہ منی آرڈر یا نقد دستی۔ یا درج ذیل پتہ پر بھیجیں!

خادم علماء دیوبند! حضرت مولانا غلام حسن خان، خطیب و مہتمم مدرسہ دار العلوم حسین خیل پٹھان، مقام و ڈاکخانہ چھینہ ڈگر، تحصیل و ضلع بھکر!